من تهاون بالقرآن خسر الدنيا والآخرة۔ (كنز العمال)

کسی نے قرآن کے ساتھ تحقیر اور بے ادبی کا معاملہ کیا وہ دنیا و آخرت میں برباد ہوا۔

قرآن کریم کے حقوق و آداب

اور

ختم قرآن کے وقت دعا کا اہتمام

تالیف

مفتی رشید احمد فریدی

استاذ مدرسہ مفتاح العلوم

تراج ضلع سورت گجرات

من تہاون بالقران خسر الدنیا والآخرۃ- (کنز العمال)

جس کسی نے قرآن کے ساتھ تحقیر اور بے ادبی کا معاملہ کیا وہ دنیا وآخرت میں برباد ہوا۔

قرآن کریم کے حقوق وآداب

اور

ختم قرآن کے وقت دعا کا اہتمام

تالیف

مفتی رشید احمد فریدی

استاذ مدرسہ مفتاح العلوم

تراج ضلع سورت گجرات

تفصیلات

نام رسالہ	:	قرآن کریم کے حقوق وآداب
تحریر کردہ	:	رشید احمد فریدی
باہتمام	:	ایک مسلم بھائی
سن طباعت	:	۱۴۳۲ھ ۲۰۱۱ء
طبع ثانی	:	۱۴۳۸ھ ۲۰۱۷ء
ناشر	:	مکتبہ علم وحکمت
تعداد	:	۵۰۰
قیمت	:	

:: ملنے کا پتہ ::

۱۔ مکتبہ علم وحکمت، فریدی منزل، اٹالوہ، ضلع سورت، گجرات

۲۔ مدرسہ مفتاح العلوم، تراج، ضلع سورت، گجرات ۳۹۴۳۱۵

۳۔ محمود کتاب گھر نوساری، گجرات

فہرست عناوین

کلماتِ تحسین وتبریک

ازامام فن تجوید وقرأت استاذی المکرّم

حضرت قاری احمداللہ صاحب ادام الله ظلاله علينا (صدرالقراء جامعہ اسلامیہ ڈابھیل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلياً و مسلماً ، أما بعد :

قرآن کریم پوری انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنا بڑا انعام ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی دولت اس کی ہمسری نہیں کرسکتی ۔ یہ وہ مقدس کتاب ہے جس کی تلاوت، جس کا دیکھنا، جس کا سننا، جس کا سیکھنا سکھانا، جس پرعمل کرنا اور جس کی کسی بھی حیثیت سے نشر واشاعت کی خدمت کرنا دارین کی عظیم سعادت ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا محبوب کلام ہے اور سب بادشاہوں کے بادشاہ کا کلام ہے، حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے: ’’القرآن أحب إلى الله من السماوات والأرض ومن فيهن‘‘۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کے لیے کوئی افتخار ہوتا ہے، جس کے ذریعہ ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں، اور میری امت کا افتخار اور اس کی رونق قرآن مجید ہے۔

قرآن مجید کی فضیلت کو ایک حدیث میں تمثیلاً فرمایا گیا ہے کہ ’’فضل القرآن على سائر الكلام كفضل الله على سائر خلقه‘‘ یعنی قرآن مجید کو دوسری کتابوں پر ایسی فضیلت ہے کہ جیسی اللہ تعالیٰ کی فضیلت ساری مخلوق پر۔

غرض! جب قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی کلام نہیں ہوسکتا اور نہ اس جیسی کوئی کتاب ہوسکتی ہے تو ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ظاہری اور باطنی ہر اعتبار سے اس کی عزت، اس کی تعظیم کرے اور اس کے

حقوق وآداب کو پورے طور پر بجالائے۔

فَیَا أَیُّهَا الْقَارِیُ بِهِ مُتَمَسِّکاً　　　مُجِلّاً لَهُ فِیْ کُلِّ حَالٍ مُبَجِّلاَ

قرآن مجید کے حقوق، اس کی عظمت اور اس کے آداب پر ایک چھوٹا سا رسالہ عزیزی مولوی مفتی حافظ قاری رشید احمد فریدی سلّمہٗ نے لکھا ہے، ہمیں اس رسالہ کو پڑھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ عزیز موصوف نے بڑی عمدہ باتیں درج فرمائی ہیں۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو دارین میں بہترین بدلہ عطا فرمائے اور اس رسالہ کو بے انتہا قبول فرمائے اور اس کے پڑھنے والوں کے لیے نفع بخش بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

العبد: خاکسار احمد اللہ قاسمی غفرلہ الباری

مؤرخہ: ۲۸ رجب ۱۴۳۲ھ مطابق یکم، جولائی ۲۰۱۱ء یوم جمعہ

تقریظ نفیس

از: استاذی المکرّم ومربی معظم حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ العالی

خلیفۂ حضرت فقیہ الامت وصدر مفتی جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

باسمہٖ تعالیٰ

عزیز مکرم مولانا مفتی رشید احمد فریدی حفظہ اللہ نے قرآن کریم کے حقوق وآداب اور ختم قرآن کے وقت دعا کا اہتمام کے نام سے مختصر رسالہ ترتیب دیا ہے جس میں قرآن پاک کی عظمت ،اس کے حقوق، مصحف کا احترام اس کے آداب، تلاوت وسماع کے آداب، ختم قرآن کے آداب اوراس کا طریقہ اورختم کی دعا اوراس کی قبولیت کے متعلق بہت قیمتی اورعمدہ مواد مرتب فرمایا ہے، پورا رسالہ سرسری نظر سے میں نے دیکھا اور بہت پسند آیا، اللہ تعالی اپنے بندوں کواس رسالہ سے بیش از بیش فائدہ پہونچائے اوراس کوحسن قبول عطافرما کرمرتب کے حق میں صدقۂ جاریہ بنائے، دل سے دعا کرتا ہوں۔

فقط: املاہٗ العبد احمد خانپوری (مدظلہ)

۳۰/ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ قبیل الغروب

بروز منگل ۵/ اپریل ۲۰۱۱ء

کلمۂ تبریک

از: جانشین حضرت فقیہ الامت

حضرت مولانا ابراہیم صاحب پانڈور دامت برکاتہم العالیہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

محترمی مفتی رشید احمد فریدی زید احترامہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مرسلہ کتابچہ ''قرآن کریم کے حقوق وآداب اور ختم قرآن کے وقت دعا کا اہتمام'' موصول ہوا، میں نے مکمل پڑھا ماشاء اللہ بہت اچھا لکھا ہے، یہ رسالہ اہل مدارس ومکاتب اور قرآن پاک سے تعلق رکھنے والے سب لوگوں کے لئے مفید ہے، دل سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور آپ کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے اور مزید آپ کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے۔

فقط

(حضرت مولانا) ابراہیم صاحب پانڈور افریقی (مدظلہ العالی)

قرآن شریف

اللہ رب العالمین کا وہ کلام جو ملائکہ کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر تیئیس سال کے طویل زمانہ میں تھوڑا تھوڑا مختلف احوال میں بہت سی ضرورت وحکمت کے ماتحت جمیع انسان کی ہدایت اور آخرت کی دائمی نجات کے لئے خالص عربی زبان میں نازل کیا گیا جس کے الفاظ فصاحت و بلاغت کے اعلی معیار پر اور اس کا بیان یقین وصداقت کی کسوٹی پر فائز ہونے کی وجہ سے اسلام کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔

اسی کلام کو اہلِ ایمان کے سینوں میں اور اس کے نقوش کو صحیفوں میں اس طرح محفوظ کر دیا گیا کہ کسی بھی قسم کی ترمیم وتحریف کبھی راہ نہ پا سکے پھر سینہ بہ سینہ اور صحیفہ بہ صحیفہ ہر زمانہ میں تسلسل کے ساتھ اہل اسلام کا اتنا بڑا طبقہ اسے بعینہ نقل کرتا چلا آ رہا ہے کہ ان سب کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً محال ہے۔ معبود حقیقی کا یہی وہ ابدی پیغامِ ہدایت ہے جسے قرآن کہتے ہیں اس پر ایمان لانا ہر انسان پر لازم وفرض ہے اور اس کے کسی بھی جزء کا انکار کرنا کفر ہے۔ (شرح عقائد، نور الانوار، الفوز الکبیر، فتح الباری)

قرآن مجید کی عظمت

انسان کی فطرت میں اتنی استعداد اور صلاحیت کہاں کہ پاک و بے عیب ذات یعنی خالق و مالکِ حقیقی کی صفات پا سکے اور اس کے نورانی کلام کو اس عالمِ فانی میں بلاواسطہ سُن سکے۔ یہ تو محض اللہ رب العزت کی نوعِ انسان پر بے حد عنایت ومہربانی ہے کہ اس نے ان حروف وآواز میں جو کہ انسان کی ناپائیدار صفات میں سے ہیں اپنی صفات ذاتیہ میں سے جو کہ ازلی وغیر فانی ہیں صفت کلام کی تجلی فرمائی یعنی اللہ نے اپنی قدرت وحکمت سے نورِ کلام کو حروف کے لباس میں پوشیدہ کر دیا تاکہ اس کا کلام پڑھا اور سنا جا سکے ورنہ اس کے بغیر کلامِ الٰہی کو سننے کی طاقت اشرف المخلوقات میں بھی ہرگز نہیں تھی چہ جائے کہ اسے سمجھے، جیسا کہ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے۔ (ج ا/ص ۳۳۱)

اسی طرح مولانا اسماعیل شہید تحریر فرماتے ہیں " کلام الله صفتے است از صفات ازلیه

ربّانیہ کہ آں را بہ عالم امکان بھیچ گونہ منا سیتے نہ بودہ حضرت حق جلّ و علا محض بہ عنایتِ خود در کسوۂ عربی ہماں وصف ازلی و کمالِ ذاتی خود را انزال نمودہ ہماں را واسطہ فیما بینہ و بین العباد گردا نیدہ۔" **یعنی اللہ کی ازلی صفات میں سے ایک صفت کلام اللہ ہے اسے اس عالمِ فانی سے کسی درجہ میں کوئی مناسبت نہیں تھی۔ مگر حق تعالی نے محض اپنی مہربانی سے اس کمالِ ذاتی اور وصف ازلی کو عربی حروف کے لباس میں نازل فرما کر اُن ہی الفاظ وحروف کو اپنے اور بندوں کے درمیان واسطہ قرار دیا ہے۔**

پس جس طرح انسان کا جسم اس کی روح کے لئے لباس و مکان ہے اور روح کی تعظیم وتکریم کی وجہ سے جسدِ خاکی بھی قابلِ تعظیم ہو گیا اِسی طرح قرآنی حروف وآواز کی عظمت واکرام بھی اس لئے ضروری ہے کہ کلامِ الٰہی کا نور اس کی روح اور حروف تجلّی گاہ ہے۔ چنانچہ حضرت جعفر صادقؓ فرماتے ہیں: **واللہ لقدتجلی اللہ عزوجل لخلقہ فی کلام ولکنھم لایبصرون** "واللہ خدا نے اپنے کلام میں تجلّی فرمائی ہے جو مخلوق کے درمیان ہے لیکن لوگ اس کا مشاہدہ نہیں کرتے۔ (احیاءالعلوم)

اُسے تشبیہ کے بغیر ایک واقعہ سے سمجھئے حضرت اورنگ زیبؒ عالمگیر کی صاحبزادی زیب النساء با کمال شاعرہ بھی تھی۔ ایک مرتبہ شعرائے ایران نے ان کے کمال شاعری سے متأثر ہوکر ان کی ملاقات کی تمنا ظاہر کی تو شہزادی نے بہت ہی لطیف اور معنی خیز جواب ایک شعر میں لکھ کر بھیج دیا:

در سخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگ گل ÷ ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

میں ہوں پوشیدہ کلام میں جس طرح خوشبو گلاب میں ÷ خواہش جو رکھے میل کا دیکھے وہ مرے کلام میں

اور جب اشرف المخلوقات کی ایک صنف نازک کا یہ حال ہے کہ حیاء اور غیرت کے پردہ نے اصحابِ طلب کو لقاء سے روک دیا ہے تو بھلا خالق ومعبود جس کے آگے کبریائی کے ہزاروں پردے ہیں اس عالم ناسوت میں بندہ کہاں اس کا دیدار کرسکتا ہے ہاں اس کو پانے کی بس یہی صورت ہے کہ اس کے کلام میں محو ہو جائے۔

ماہر میں محبت کے صحیفوں میں ملوں گا ÷ ڈھونڈیں جو مجھ کو مرے ڈھونڈنے والے

کلامِ الٰہی کی عظمت کے پیش نظر قاضی عیاضؒ اپنی مشہور کتاب ''الشفاء'' میں لکھتے ہیں جس شخص نے قرآن یا اس کے کسی جزء کا استخفاف کیا، یا اُسے بُرا بھلا کہا، یا کسی حرف کا انکار کیا، یا کسی ایسی چیز کا انکار کیا جو صراحۃً مذکور ہے خواہ وہ کوئی حکم ہو، یا خبر، یا ثابت کیا اس کو جس کی قرآن نے نفی کی ہے یا نفی کی جس کو قرآن نے ثابت کیا ہے درانحالیکہ وہ اسے جانتا بھی ہے یا قرآن کی کسی چیز میں شک کرتا ہے تو ایسا شخص باتفاق المسلمین کافر ہے۔ (التبیان للنووی ص۱۶۴)

ایک حدیث میں ہے **من تهاون بالقرآن خسر الدنيا والأخرة.** جس نے قرآن شریف کے ساتھ تحقیر کا معاملہ کیا وہ دنیا وآخرت میں برباد ہو گیا اور کیوں نہ ہو کہ شاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے اور بادشاہ یا اس کے فرمان کی ادنی گستاخی اور بے حرمتی مجرم کو تختۂ دار تک پہنچا دیتی ہے اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ ہر صاحب کلام کو اپنا کلام محبوب ہوتا ہے پس اس کی ناقدری ضرور ناپسند اور قابل مؤاخذہ ہوگی اور قرآن پاک اللہ تعالی کو آسمان وزمین یعنی کائنات سے زیادہ محبوب ہے۔

حدیث میں ہے: **القران اَحبُّ اِلٰی الله من السموات و الارض** (مشکوۃ) اللہ تعالی ہمیں قرآن پاک کی صحیح عظمت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

قرآن کریم کے حقوق

محی السنۃ شارح مسلم شریف امام نوویؒ نے اپنی کتاب ''التبیان فی آداب حملۃ القرآن'' میں قرآن مجید کے تیرہ حقوق ذکر کئے ہیں۔ **الايمان به وتعظيمه وتلاوته والذبُّ عنه تاويل المحرفين وتعرض الطاعنين والتصديق بما فيه والوقوف مع احكامه، والاعتناء بمواعظه، والتفكر فی عجائبه والعمل بمُحكَمِه، والتسليم بمتشابهه، والبحث عن عمومه وخصوصه و نشر علومه والدعاء اليه.** (التبيان ص ۱۶۳)

(۱) **الايمان به:** اس پر ایمان لانا۔ یعنی یہ اللہ کا کلام ہے، اسی کا نازل کیا ہوا ہے کسی مخلوق کا کلام اس کے مشابہ نہیں ہے اور مخلوق اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہے۔

(۲) **وتعظيمه:** اس کی تعظیم وتوقیر۔ یعنی قرآن کریم کا دل سے عظمت واحترام کے ساتھ

ادب واکرام کا معاملہ کیا جائے اور ہر قسم کی بے ادبی سے پورے طور پر بچا جائے۔

(۳) وتلاوته: اس کی تلاوت کرنا یعنی شب وروز کے مختلف حصوں میں اس کے پڑھنے کا اہتمام کرنا۔ خصوصاً رات میں ایک مخصوص مقدار کی تلاوت کا معمول رکھنا۔

(۴) والذب عنه تأويل المحرفين وتعرض الطاعنين: قرآن کریم کی طرف سے تحریف کرنے والوں کی غلط تاویل کا اور طعن کرنے والوں کے اشکال کا جواب دینا۔

(۵) والتصديق بما فيه: قرآن پاک کے ظاہر الفاظ میں جو مضامین ہیں انہیں حق اور سچ یقین کرنا۔

(۶) والوقوف مع احكامه: قرآن کے احکام کے ساتھ واقف ہونا۔

(۷) والاعتناء بمواعظه: قرآن کی نصائح کو دل سے قبول کرنا (اور اس پر عمل کا) اہتمام کرنا۔

(۸) واالتفكر في عجائبه: قرآن میں ذکر کئے گئے عجائب میں غور وفکر کرنا۔

(۹) والعمل بِمُحَكَمه: مُحکم یعنی واضح مراد والی آیات پر عمل کرنا۔

(۱۰) والتسليم بمتشابهه: مُتشابہہ یعنی غیر واضح مراد والی آیات کے ظاہر کو تسلیم کرنا۔

(۱۱) والبحث عن عمومه و خصوصه: عام وخاص آیات کی (معانی کے لحاظ سے) تحقیق کرنا۔

(۱۲) و نشر علومه: قرآن مجید کے علوم کو پھیلانا۔

(۱۳) والدعاء اليه: قرآن پاک کی طرف لوگوں کو دعوت دینا۔

مصحف شریف کا احترام

قرآن پاک مالک الملوک کا عظیم الشان کلام ہے جو انتہائی عظمت وجلال اور حفظ وامان کے ساتھ نبئ رحمت، شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل ہوتا اور نزول کے فوراً بعد ہی نازل شدہ حصہ کو کسی پائیدار چیز جیسے چمڑے کے ٹکڑوں، اونٹ کی گول چوڑی ہڈیوں، کجاوہ کی چوڑی پٹیوں، دباغت شدہ چمڑوں، سلیٹ نما سفید پتھر کی پلیٹوں وغیرہ اشیاء میں لکھ کر محفوظ کر لیا جاتا تھا اور صحابہ کرام اس کی نقل اتار لیا کرتے تھے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے زیرِ نگرانی مکمل قرآن کو بشکل

مصحف یکجا کیا گیا۔ (مناہل العرفان، تدوین قرآن)

یہی کلامِ خوش نظام لکھا ہوا یا چھپا ہوا مکمل یا پاروں کی شکل میں امت کے پاس محفوظ ہے اور ''مصحف'' کہلاتا ہے۔ جسے عرف عام میں قرآن بولا جاتا ہے۔ پس قرآن شریف ہر زمانہ میں جس چیز پر بھی لکھا ہوا ہو اس کا ادب و احترام انتہائی ضروری ہے، بے ادبی اور گستاخی ہرگز جائز نہیں ہے۔ امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ مصحف کی حفاظت اور اس کے احترام پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

اور ادب کا مطلب صرف یہ نہیں کہ آنکھوں سے لگالیا، ہونٹوں سے چوم لیا اور پھر بالائے طاق رکھ دیا بلکہ ادب کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے جس سے اس کی عظمت و بزرگی ظاہر ہو اور ایسے کاموں سے بچا جائے جس سے اس کی ناقدری یا بے عزتی ہوتی ہو۔

آج کل ہمارا حال یہ ہے کہ پُرانے اوراق یا خطوط یا اخبار و رسائل یا اسلامی کیلنڈر وغیرہ پھاڑ کر پھینک دیتے ہیں جبکہ اس میں **الله، محمد، بسم الله، الحمد لله، ماشاء الله، وغیرہ**، بہت سے کلمات بلکہ آیتیں لکھی ہوتی ہیں اور ہمیں اس کی بے ادبی کا احساس تک نہیں ہوتا۔ حضرت حکیم الامتؒ مولانا اشرف علی تھانوی بیان فرماتے ہیں کہ '' حضرت مجدد الف ثانیؒ ایک روز بیت الخلاء استنجاء کے لئے تشریف لے گئے پھر فوراً ہی گھبرا کر واپس آئے اور ناخن پر قلم کی نوک سے ایک نقطہ لگا ہوا تھا اس کو دھونے کے بعد بیت الخلاء گئے ۔ یہ تھا اُن حضرات کا ادب جس کی برکت سے حق تعالیٰ نے ان کو درجاتِ عالیہ عطا فرمائے تھے۔ آج کل تو اخبار و رسائل کی فراوانی ان میں قرآنی آیات اور احادیث اور اسمائے الٰہیہ ہونے کے باوجود گلی کوچوں، غلاظتوں کی جگہوں میں بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ **العیاذ بالله العلی العظیم** اور معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت دنیا جن عالم گیر پریشانیوں میں گھری ہوئی ہے اس میں اس بے ادبی کا بھی بڑا دخل ہے۔'' اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور دین کا فہم عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

مصحف شریف کے آداب

فقہائے شریعت اور علمائے اسلام نے مصحف شریف کے کئی آداب بیان کئے ہیں۔

(۱) قرآن مجید کو بغیر پاکی کے نہ چھویا جائے۔امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، بلکہ جمہور علمائے امت کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کو ہاتھ لگانے کے لئے جسم کا حکمی نجاست یعنی حدث اصغر اور جنابت وحیض، نفاس سے پاک ہونا شرط ہے۔قرآن مجید میں ہے **لایمسهٗ الاالمطهرون.** یعنی وہ قرآن کریم جو لوح محفوظ میں ہے اسے فرشتے ہی جو کہ بالکل پاک ہیں وہی چھوتے ہیں تو اسی طرح وہ قرآن جو مصحف شریف میں مکتوب ہے اسے پاک شخص کے سوا دوسرا نہ چھوئے، چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت عمرو بن حزمؓ کو جو ہدایات لکھ کر دی تھیں اس میں یہ بھی ہے: **لایمس القرآن الاطاهر** جیسا کہ امام مالکؒ نے اپنی مؤطا میں اور امام ابوداؤدؒ اپنی مراسیل میں نقل کیا ہے۔(تفسیر ابن کثیر ج۴) لہذا ناپاکی کی حالت میں بغیر غلاف کے قرآن مجید چھونا گناہ ہے۔ **لایجوز لمحدث مس المصحف الا بغلافه المنفصل** (مجمع الانہر) چاہے قرآن مجید مکمل ہو یا پاروں کی شکل میں یا پھر سورتوں اور آیتوں کے مجموعہ کی شکل میں۔

﴿تنبیہ﴾ موجودہ زمانے میں چھوٹے بڑے، باریک اور موٹے مختلف طرز کے کتبے جس میں سورتیں اور آیتیں چھپی ہوتی ہیں اسے خریدنے اور بیچنے والے، لینے، دینے اور پکڑنے میں پاکی کا لحاظ نہیں کرتے ہیں حالانکہ اس کی رعایت کرنا بہت ضروری ہے۔

(۲) قرآن مجید کو بلند رکھا جائے۔یعنی تلاوت کے وقت اپنے بیٹھنے کی جگہ سے بلند کسی چیز مثلاً رحل، تپائی یا تکیہ وغیرہ پر رکھا جائے اگر کوئی چیز میسر نہ ہو تو پھر ہاتھ میں لے کر پڑھا جائے۔ حضرت فقیہ الامتؒ لکھتے ہیں ’’جس جگہ پیر رکھے جاتے ہوں اس جگہ بغیر غلاف وتکیہ کے نہ رکھیں‘‘۔ (فتاوی محمودیہ) اس لحاظ سے منبر کے زینوں پر بھی مصحف شریف رکھ دینا خلاف ادب ہے۔

(۳) محفوظ اور صاف ستھری جگہ رکھنا۔نیز گھروں میں قرآن پاک رکھنے کی جگہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ’’مونڈھے سے اونچا ہو تو بہتر ہے‘‘۔(کفایت المفتی) افسوس آج کل لوگ ٹی وی کو محفوظ اور ستھری جگہ رکھتے ہیں حالانکہ ٹی وی یقینی طور سے اللہ سے غفلت کا

سامان اور بے حیائی کا سبب ہے۔

(۴) سیدھا رکھنا چاہیے۔یعنی قرآن پاک سورۂ فاتحہ سے شروع ہوتا ہے تو وہ جانب اوپر ہو نیز قرآن شریف پر قرآن کے علاوہ کوئی دوسری کتاب وغیرہ نہ رکھی جائے۔

(۵) قرآن مجید کو داہنے ہاتھ سے لینا اور سینہ سے لگا کر اُٹھانا چاہیے۔داہنے ہاتھ میں لینا تو بہرحال مستحب ہے اور دنیوی کتابوں کی طرح لٹکا کر چلنا یہ ادب کے خلاف ہے۔

(۶) قرآن مجید کی طرف پشت یا پیر نہیں کرنا چاہیے۔''ہاں اگر قرآن شریف پیروں کے سیدھ میں نہیں ہے بلکہ بلند ہے تو گنجائش ہے۔'' (فتاوی محمودیہ ۱/ص ۲۵) مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ لکھتے ہیں ''اگر کسی صورت کو عرف عام میں بے ادبی قرار دیا جاتا ہو تو وہ بے ادبی ہوگی خواہ اس کی تصریح کسی کتاب میں نہ ملے۔(کفایت المفتی ۱/ص ۹۲۳)

(۷) قرآن شریف جہاں پر ہو اس کے قریب اس سے اوپر بیٹھنا نہیں چاہیے۔فقیہہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ لکھتے ہیں ''چار پائی پر ایک شخص بیٹھے اس طرح کہ قریب ہی نیچے ایک آدمی قرآن لے کر تلاوت کر رہا ہے تو ہمارے عرف میں یہ چیز خلاف ادب سمجھی جاتی ہے۔(فتاوی محمودیہ/۱۶ ص ۳۳)

(۸) تلاوت کے دوران اگر ضروری گفتگو کرنی پڑے تو اس وقت قرآن پاک کو کھلا نہ چھوڑ دینا چاہیے۔

(۹) دشمن کے علاقہ میں (جنگ اور فساد کے زمانہ میں) قرآن شریف لے کر نہیں جانا چاہیے تاکہ کہیں کوئی شخص گستاخی نہ کر جائے۔

(۱۰) کسی غیر مسلم کے ہاتھ میں قرآن پاک نہیں دینا چاہیے کیونکہ عموماً وہ پاک نہیں رہتے ہیں۔

(۱۱) قرآن شریف کے ذریعہ کسی چیز کو تولنا نہیں چاہیے۔قرآن پاک اگر کبھی غلطی سے گر جائے تو توبہ واستغفار کرنا چاہیے۔بعض علاقہ میں قرآن گر جانے کی صورت میں اُس کے وزن کے

برابرغلّہ صدقہ کرتے ہیں۔حضرت فقیہہ الامت فرماتے ہیں کہ’’اندازے سے کچھ صدقہ کیا جائے تو یہ بھی ایک جائزعمل ہے۔‘‘ (فتاوی محمودیہ)

(۱۲) قرآن مجید سے فال نکالنانہیں چاہیئے۔ (فتاوی محمودیہ)

(۱۳) قرآن پاک کا تبرکاً واکراماً بوسہ لینا درست ہے۔حضرت فقیہہ الامتؒ لکھتے ہیں ’’بعض لوگ تلاوت سے قبل یا بعد میں قرآن مجید چوم کرآنکھوں سے لگاتے ہیں، یہ قرآن کے ساتھ اکرام و تعظیم کے طور پر ہو یا تبرک کے لئے ہوجائز ہے۔(فتاوی ۷/ص۲۶)

(۱۴) اللہ تعالی کے پاک کلام کا نام ادب واحترام سے لینا چاہیے یعنی صرف قرآن بولنے کے بجائے قرآن حکیم ،قرآن مجید،قرآن کریم ،قرآن شریف،قرآن پاک، کلام پاک وغیرہ استعمال کئے جائیں جس طرح کسی بڑی شخصیت کا نام ادب سے لیتے ہیں کہ نام کے ساتھ کوئی لقب یا وصف بڑھاتے ہیں۔

(۱۵) فقہاء کے کلام اورتابعین کے آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کوغلاف (جزدان) میں رکھنے کا دستوربھی قدیم زمان سے مروج ہے،اس لئے قرآن مجید کومخصوص صندوق یامحفوظ الماری میں رکھا جائے تو کیا ہی خوب ہے،مگرافسوس آج کل بے حیائی کا چشمہ یعنی ٹی وی کوعمدہ صندوق میں رکھتے ہیں اورقرآن جیسی عظیم الشان کتاب کو یونہی بغیرغلاف کے رکھدیتے ہیں،اس لئے مصحف شریف کوغلاف میں رکھنے کا اہتمام کیا جائے،حضرت شاہ ابرارالحق صاحب ہردوئیؒ اس کی طرف خاص متوجہ فرمایا کرتے تھے۔

(۱۶) قرآن مجید بوسیدہ اورپُرانا ہوگیا ہو کہ پڑھنے کے قابل نہ ہوتو اُسے محفوظ جگہ دفن کر دینا چاہیئے۔اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اگرقرآن مجید قلمی (مخطوطہ) ہوتو بہتر یہ ہے کہ اوّلاً پانی سے دھوڈالے اور کاغذات دفنادے اورجس پانی میں دھویا گیا ہے وہ پانی پی لیا جائے اس میں ہرمرض اوردلی بیماری کی شفاء ہے۔مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے **بل ینبغی ان یشرب ماء ہ فانہ دواءً لکل داء و شفاء لما فی الصدور.**

دوسری صورت یہ ہے کہ بوسیدہ قرآن مجید کے ساتھ کوئی وزنی شئ باندھ دی جائے اور اس طرح اس کو بہتے ہوئے گہرے پانی میں یا کنویں کی تہ میں احترام کے ساتھ پہنچا دیا جائے۔ **ولا بأس بان تلقی فی ماء جار**. جہاں مذکورہ بالا صورتوں پر عمل کرنا ممکن ہو اور یہ صورتیں اطمینان بخش بھی ہوں تو جلانے کی اجازت نہ ہوگی۔ خصوصاً جب کہ جلانے کو بے حرمتی سمجھا جاتا ہو تو جلانے کی اجازت ہرگز نہ ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ **المصحف اذا صار خلقاً وتعذّرت القرأة منه لا یحرق بالنار**، ہاں جہاں پر مذکورۃ الصدر دونوں صورتیں دشوار ہوں یا اطمینان بخش نہ ہو اور مقصد حاصل نہ ہوتا ہو یعنی دفنانے اور پانی میں ڈبونے کے بعد بھی بے حرمتی کا احتمال ہو اور جلائے بغیر چارہ نہ ہو تو جلا کر راکھ دفن کر دی جائے یا پانی میں بہا دی جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۱/ص ۸۴)

دفن کا طریقہ

بوسیدہ اوراق دفن کرنے کے لئے لحد (بغلی قبر) بنائی جائے تاکہ قرآن پر مٹی نہ پڑے۔ اگر شق (صندوقی) بنائی گئی تو قرآن پر مٹی پڑے گی اور اس میں ایک گونہ قرآن کی تحقیر ہے۔ ہاں اگر اس پر تختوں سے چھت بنالی جائے اور اس پر مٹی ڈالی جائے تو پھر مضائقہ نہیں ہے۔ (حاشیہ فتاویٰ رحیمیہ ۱/ ص ۸۳) عن درمختار، شامی۔

رحل کا استعمال

دیکھ کر تلاوت کے وقت مصحف شریف کو فرش سے بلند رکھنا مصحف کا خاص ادب ہے۔ یعنی قرآن شریف یا سی پارہ کو اپنی بیٹھک کے برابر فرش پر نہ رکھا جائے۔ لیکن صرف اونچا رکھنا ہی مطلوب نہیں ہے کہ کسی بھی چیز پر رکھ دیا جائے بلکہ وہ بلند چیز ایسی ہو جو مصحف کی شان کے مناسب ہو۔ جیسے رحل، یا مخصوص تپائی۔

قرآن مجید کلامِ الٰہی ہونے کی وجہ سے کلاموں کا بادشاہ ہے۔ بادشاہ کے لئے تخت یا ایسی کرسی ہونی چاہیے جو اسی کے لئے بنائی گئی ہو۔ چنانچہ رحل کی بناوٹ ایسی ہے کہ مصحف شریف اس پر رکھا جاتا

ہے اور اسی مقصد کے لئے بنائی جاتی ہے اور نا معلوم طویل زمانہ سے امتِ مسلمہ کا اس پر عمل چلا آ رہا ہے۔ نیز رحل پر رکھ کر پڑھنے میں قرآن پاک کے ساتھ تعظیم اور اکرام بھی پایا جاتا ہے۔ پس قرآن مجید کے لئے رحل کا استعمال مستحسن و مطلوب ہے یہی وجہ ہے کہ عموماً مساجد میں رحل کا انتظام کیا جاتا رہا ہے۔

مگر اب کچھ عرصہ سے اس مستحسن و محبوب چیز کو چھوڑ کر پلاسٹک (یا لکڑی) کے پیڑھے جو بیٹھنے کے لئے ہی تیار کئے جاتے ہیں اور دکان و مکان میں اسی مقصد میں استعمال بھی ہوتے ہیں اسے خرید کر مسجدوں میں اہتمام سے رکھا جانے لگا ہے اور بجائے رحل کے ان پیڑھوں پر مصحف رکھ کر تلاوت کی جاتی ہے۔ لیکن کہاں رحل کی وہ خصوصیت کہ اس پر قرآن پاک رکھا جائے اور اسی کے لئے وہ تیار کی جاتی ہے اور اس میں تعظیم کا پہلو نمایاں ہے۔ اور رحل پر نہ ٹیک لگاتے ہیں اور نہ بطور تکیہ اس پر سر رکھتے ہیں اور کہاں یہ پلاسٹک کے پیڑھے جس پر جیسا چاہے سامان رکھا جاتا ہے اور جو چاہے، جب چاہے بیٹھتے ہیں اور یہ تو بیٹھنے ہی کے لئے بنایا گیا ہے۔ پس ع چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔ اس اعتبار سے پیڑھے پر رکھ کر پڑھنا مصحف شریف کے ساتھ ادب و احترام میں کوتاہی بلکہ بے ادبی محسوس ہوتی ہے۔

اس لئے متولیانِ مسجد سے باادب گذارش ہے کہ مسجدوں میں عمدہ قسم کے رحل رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔ اسی میں اسلامی خوبی اور ادب ہے یا پھر مخصوص تپائی بنوائی جائے تاکہ جہاں تک ہو سکے قرآن پاک کا ادب و احترام قائم رہے اور جن مسجدوں میں پیڑھے موجود ہیں تو ان کو بھی بدل کر رحل لائے جائیں ورنہ کم از کم تلاوت کرنے والے حضرات اس بات کا دھیان رکھیں کہ اُس پیڑھے پر رومال یا اور کوئی عمدہ کپڑا رکھ کر پھر مصحف رکھیں

وما ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ .

تلاوت کے آداب

نبی آخری الزماں اور نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والے کلام الٰہی کو ’’قرآن‘‘ کہے جانے کی ایک وجہ تو یہی ہے کہ اسے خوب خوب پڑھا جائے۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ قرآن پاک ہی سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔کوئی زمان اور کوئی حال ایسا نہیں گذرتا جس میں دنیا میں کہیں نہ کہیں قرآن مجید کی تلاوت نہ ہو رہی ہو اور کیوں نہ ہو کہ اس کے فضائل بے شمار، اس کے منافع ان گنت، اس کی زبان سب سے اعلیٰ وافضل، اس کا لہجہ سب سے انوکھا، اس کے حروف سب سے ممتاز، اس کی اداء سب سے شیرین، اس کے نقوش چشم کشا، اس کے معانی بصیرت افروز، اس کی آواز روح پرور۔ یہاں تک کہ اس کو دیکھنا قربت، اس کو چھونا طاعت اور اس کا پڑھنا عبادت ہے۔ پس جس کتاب کی شان ہی عظیم ہو تو اس کی عظمت کا تقاضہ ہے کہ اس کے پڑھنے کے لئے آداب بھی بہت ہونگے تاکہ کلام الٰہی کی تعظیم وتکریم میں کوئی ادنی قصور نہ رہ جائے۔

چونکہ قرآن شریف خالق ومالک کا فرمانِ ذی شان ہے اور انسان کی حیاتِ طیبہ کا دستورِ عظیم ہے اس لئے جس قدر بھی اس کا ادب واحترام کیا جائے سب ہی مطلوب وپسندیدہ ہے۔ کیا پتا ہم خطا کاروں کی کوئی اچھی اداء بارگاہِ بے نیاز میں قبول ہو جائے اور نجات کا بہانہ بن جائے۔

رحمتِ حق بہانہ می جوید   رحمتِ حق بہا نمی جوید

﴿ادب کا مطلب﴾ ادب سے مراد تکریم ہے یعنی قرآن مجید کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے جس سے بندگی اور عظمت ظاہر ہو اور ایسی کارروائی سے احتراز کیا جائے جس سے اس کی ناقدری یا اہانت ہوتی ہو۔(کفایت المفتی ۲/ص۱۲۳)

(۱) مسواک کرنا: علامہ جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ قرآن پاک کی تعظیم میں منہ کو صاف ستھرا کرنے کے لئے مسواک کرنا مسنون ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ تمہارے منہ قرآن کی ادائیگی کے راستے ہیں پس مسواک کے ذریعہ اس صاف ستھرا کرلو۔(اتقان عن ابن ماجہ) شعب الایمان میں بھی اس طرح کی روایت موجود ہے۔

(۲) مسنون طریقہ پر وضو کرے: قرآن پاک کے لئے وضو کرنا مستحب ہے۔اس لئے کہ وہ افضل الاذکار ہے۔(اتقان ۱/۱۲۸)

(۳) افضل یہ ہے کہ حسبِ حیثیت عمدہ لباس پہن کر اور عمامہ باندھ کر تلاوت کرے۔ (فتاوی محمودیہ ۱۲/ص ۴۴)

سر ڈھانکنا (ٹوپی یا عمامہ سے) اسلامی تہذیب وشعار ہے۔حافظ ابن العربی مالکی فرماتے ہیں **القلنسوة من لباس الانبياء و الصالحين** (عارضۃ الاحوذی ۷/ص ۲۴۷) کہ ٹوپی حضرات انبیاء اور صالحین کے لباس کا ایک حصہ ہے۔چنانچہ ابن جوزیؒ نے تلبیس ابلیس میں لکھا ہے کہ ''عقلمند پر یہ مخفی نہیں ہے کہ کھلا سر رہنا بُرا ہے بلکہ بے مروتی اور بے ادبی بھی ہے''۔پس ادب کا تقاضہ ہے کہ سر کھلا نہ رہے بالخصوص تلاوتِ قرآن کے وقت لباس بھی عمدہ ہو اور سر پر عمامہ یا ٹوپی ہو۔(عمامہ کے فضائل ومسائل) یہی وجہ ہے کہ نماز میں سر ڈھاکنا ادب یعنی مسنون ہے (البحرالرائق) اور اس کے خلاف مکروہ ہے کیونکہ قرأتِ قرآن نماز کا ایک اہم رکن ہے اور حدیث شریف میں ہے بندہ جب نماز میں مشغول ہوتا ہے تو اللہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔پھر جب اللہ تعالی خود ہی توجہ فرمائیں اور بندہ کا ظاہر اس کے قابل نہ ہو تو یہ کتنی بڑی محرومی ہے۔

(۴) خوشبو لگائے: خوشبو لگانا تو ایسے بھی سنت ہے اور تلاوت کے وقت میں لگانے سے پڑھنے والے کا قلب تلاوت کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے اور کلام اللہ کی طرف قلب کا میلان جتنا زیادہ ہو یہ مطلوب ہے۔

(۵) سکون ووقار اور خشوع کے ساتھ بیٹھے۔ تلاوت کے لئے ایسے قرینہ سے بیٹھنا جس میں خشوع ومتانت اور وقار ہو مستحسن ہے متکبرانہ ہیئت میں نہ بیٹھے۔

(۶) صاف ستھری جگہ بیٹھے۔نظیف اور ستھری جگہ قرأت کرنا مسنون ہے اور سب سے افضل وپاکیزہ جگہ مسجد ہے۔ (اتقان)

(۷) قبلہ رو بیٹھے: قبلہ رخ بیٹھنا مستحب ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ بہترین بیٹھک

وہ ہے جس میں چہرہ کا رُخ قبلہ کی طرف ہو۔ **خير المجالس ما استقبل به القبلة** ۔(اتقان)

(۸) قرآن پاک کو اپنی بیٹھک سے بلند کسی اونچی چیز رحل یا تکیہ یا تپائی پر رکھے۔

(۹) دیکھ کر پڑھے: زبانی پڑھنے سے مصحف میں دیکھ کر پڑھنا افضل ہے۔ **قراءة القرآن من المصحف افضل من القرأة من حفظه.** چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس بات سے خوش ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے تو چاہیے کہ مصحف میں (دیکھ کر) پڑھے۔(بیہقی، اذکار)

(۱۰) نیت خالص ہو: امام نوویؒ فرماتے ہیں قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے کے لئے سب سے مقدم اور اہم چیز اخلاص ہے۔ یعنی تلاوت خالص اللہ کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے ہو۔ دنیوی کوئی غرض مقصود نہ ہو۔ (اذکار/ص ۱۲۲)

(۱۱) اللہ سے سرگوشی کرنے کا استحضار ہو۔ **يَسْتَحْضِرُ فِيْ ذِهْنِهٖ اَنَّهٗ يُنَاجِي اللّٰه سُبحَانَهٗ وَ تَعَالٰى.** یعنی بوقت تلاوت دل میں قرآن پاک کی عظمت واحترام اس طرح ملحوظ ہو کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کر رہا ہے۔ (اذکار ا/ص ۱۲۲)

(۱۲) شروع کرنے سے پہلے **اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيَطَانِ الرَّجِيم.** پڑھے۔ قرأت سے پہلے تعوّذ یعنی شیطان کی فتنہ اندازی سے اللہ کی پناہ طلب کرنا مسنون ہے۔(اتقان) اور قرأت اگر جہراً (بلند آواز سے) ہو تو تعوذ بھی جہراً کہنا افضل ہے۔ نیز اس کا فائدہ یہ ہے کہ سامع (قرآن سننے والا) شروع تلاوت ہی سے خاموش ہو جائے گا اور قرآن کا کوئی جزء سننے سے فوت نہ ہوگا۔(التبیان)

یہ خصوصیت قرآن پاک کی ہے کہ قرأت شروع کرنے سے قبل شیطان کی وسوسہ اندازی اور فتنہ پردازی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی جائے تا کہ کلام اللہ کی تلاوت حتی الامکان خلل سے پاک رہے اور قرآن جس طرح نزول کے وقت شیطان کی خلل اندازی سے مکمل محفوظ رہا ہے تلاوت کرنے والا بھی اللہ کے حفظ و امان میں رہے۔ غالباً اسی وجہ سے امام غزالیؒ نے آداب قرأت میں لکھا ہے کہ ابتداء میں **رَبِّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ.** اور **مُعَوّذتين** بھی پڑھے۔ (احیاء العلوم)

(۱۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے۔اس لئے کہ ہر اہم کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے۔حدیث شریف میں ہے جو مہتم بالشان کام بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے وہ ناقص و ناتمام ہوتا ہے۔

(۱۴) ترتیل سے پڑھے: یعنی حروف کو صحت اور عمدگی (مخارج وصفات کی رعایت) کے ساتھ وقف کا لحاظ کرتے ہوئے صاف صاف دردمندی سے ادا کرے۔قرآن وحدیث میں صراحۃً اس کا حکم موجود ہے۔اتقان میں ہے: یُسَنُّ التَرْتِیلُ فِی قِرأۃِ القرآن۔ترتیل سے پڑھنا سنت ہے۔

(۱۵) غور وفکر کے ساتھ تلاوت کرے۔ یُسَنُّ القِرَأۃ بالتدبُّر والتَفَھُّم یعنی تدبر اور فہم کے ساتھ پڑھنا مسنون ہے اس لئے کہ معانی میں تدبر مقصود ومطلوب ہے اس سے شرح صدر اور نور قلب حاصل ہوتا ہے۔امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ غور وفکر کے لئے تکرار (دہرانے) کی ضرورت ہو تو اس کی بھی اجازت ہے۔ (اتقان،احیاء)

(۱۶) خوش الحانی سے پڑھے: یَسْتَحِبُّ تَحْسِیْنُ الصَّوتِ و تَزِیینُھا۔یعنی قرأت قرآن کے لئے آواز کو عمدہ بنانا اور مزین کرنا شرعاً مطلوب ومأمور ہے۔ (اذکار)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں لِکُلِّ شیءٍ حِلْیَۃٌ وحِلْیَۃُ القُرأنِ الصوتُ الحَسَنُ . ہر شیٔ کا ایک زیور ہوتا ہے قرآن کا زیور عمدہ آواز ہے۔(کنز العمال)

(۱۷) قدرے بلند آواز سے پڑھے۔بلند آواز سے پڑھنا مستحب ہے۔ رَفَعُ الصَّوتِ بِالقِرَأۃِ مُستَحَبٌ. (اذکار) ایک حدیث شریف میں ہے بلند آواز سے قرآن پڑھنے والا ایسا ہے جیسے کوئی (ترغیب کی نیت سے) علانیہ صدقہ کرنے والا (ابوداؤد ۱/ ص ۱۸۸)

(۱۸) مردانہ آواز میں پڑھے۔امام جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں۔یَستَحِبُّ اَن یقرأَ بِالتَّفخیمِ معناہ اَن یَقرأَ عَلیٰ قِرأۃِ الرجال وَلَا یَخْضَعُ الصَّوتَ فِیہٖ کَکَلام النِساءِ۔یعنی قرآن کو مردانہ آواز وانداز میں پڑھے عورتوں کی طرح پست و لچکدار آواز میں نہ پڑھے۔(اتقان ۱/ ص ۱۴۲)

(۱۹) روئے یا رونے کی صورت بنائے: امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ بوقت تلاوت رونا اور

جسے رونا نہ آتا ہوتو بتکلف رونے کی صورت بنانا مستحب ہے۔ **يَسْتَحِبُّ البَكاء و التَبَاكِي لِمَن لَايَقدِرُ عَلَـى البُكَـاءِ.** اس لئے کہ تلاوت کے وقت رونا عارفین کا شیوہ اور صالحین کا شعار ہے۔(اذکار)

حضرت سعد بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ''قرآن درد کے ساتھ نازل ہوا ہے پس جب تم اُسے پڑھوتو رو‌ؤ اور رونا نہ آئے تو رونے کی سی صورت بنالو۔(اتقان)

(۲۰) مصحف کی ترتیب کے مطابق پڑھے۔ **ان يَقـرأ عَلَـى تَرتِيبِ المُصحَفِ .** یعنی سورتوں کی وہ ترتیب جو حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانہ خلافت میں بشکل مصحف قرآن کے جمع کے وقت ملحوظ تھی اور وہی ترتیب باجماعِ امت منقول چلی آرہی ہے اس کے مطابق تلاوت کرنا مسنون ہے کیونکہ یہی ترتیب من جانب اللہ ہے۔ امام محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں **تـاليف الله خير من تأليفكم** اللہ کی ترتیب تمہاری ترتیب سے بہتر ہے۔

﴿احتراز واحتیاط﴾ محی السنۃ امام نوویؒ نے ''**التبيـان فـي آداب حـملة القرأن**'' میں لکھا ہے کہ دورانِ تلاوت ان امور سے بچنے کا اہتمام کیا جائے۔ **اجتـنـاب الـضـحـک، والـلّـغـظ، و الحديث في خلال القرأة الا كلاماً يضطر اليه..... والعبث باليد و غيرها فانه يناجي ربّه، و النظر الىٰ ما يُلهِي و يبدِّد الذهنَ و اقبح من ذلک كلّه النظر الى ما لايجوز النظر اليه كالامرد وغيره** ۔یعنی

(۲۱) دورانِ تلاوت نہ ہنسے۔

(۲۲) نہ شور کرے۔

(۲۳) نہ بغیر مجبوری کے کسی سے بات کرے۔

علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں بلاضرورت کسی سے گفتگو کے لئے قرأت قرآن کو قطع کرنا ناپسندیدہ ہے۔ حضرت ابن عمرؓ کی عادتِ شریفہ تھی کہ تلاوت کے درمیان گفتگو نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ قرأت سے فارغ ہوجائیں۔ **كان ابن عمر اذا قرأ القرأن لايتكلم حتى يفرغ منه** (التبیان)

(۲۴) اور ہاتھ یا بدن وغیرہ سے نہ کھیلے: تلاوت کرنے والا چونکہ اپنے مالکِ حقیقی سے گویا سرگوشی کرتا ہے اس لئے تلاوت کے دوران بدن وغیرہ سے کھیلنا خلاف ادب ہے۔

(۲۵) غفلت میں ڈالنے والی اور ذہن کو منتشر کرنے والی چیزوں کی طرف نظر نہ کرے۔
(یہی وجہ ہے کہ مفتی کفایت اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ ''دوران تلاوت کسی شخص کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا نہیں چاہیے''۔ (کفایت المفتی ۱/ ص۱۳۰) اور سب سے زیادہ بُرا یہ ہے کہ تلاوت کے درمیان ایسی چیز کی طرف نظر ڈالے جس کا دیکھنا حرام ہے جیسے اَمرد کی طرف، یا کسی کے ستر کو دیکھنا یا اجنبیہ کو دیکھنا۔

سماع قرآن کے آداب

تلاوتِ قرآن مجید کے جو آداب ذکر کئے جا رہے ہیں چند ان میں سے قرآن شریف سننے والوں کے حق میں بھی ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سماع کے آداب بھی یکجا ہو جائیں۔

سامع کو چاہیے کہ (۱) وضو کر کے، (۲) سکون و وقار کے ساتھ بیٹھے (۳) دل میں کلامِ الٰہی کی عظمت ہو (۴) اور توجہ اور دھیان سے (۵) غور و فکر کے ساتھ سنے اور تلاوت کرنے والے کے سامنے (۶) نہ ہنسے (۷) نہ شور کرے (۸) نہ کسی سے بات کرے (۹) اور نہ ایسا کوئی کام کرے جس سے پڑھنے والے کا ذہن منتشر ہو۔ نیز (۱۰) آیتوں کے حقوق ادا کرے (جیسے آیتِ سجدہ سننے پر سجدۂ تلاوت کرنا) اور (۱۱) سننے کا معاوضہ نہ لے (مثلاً تراویح میں سامع بننے پر معاوضہ نہ لے) اور ایک اہم ادب جو سننے والے کے ساتھ خاص ہے کہ (۱۲) اگر پڑھنے والا غلط پڑھے اور سننے والا جانتا ہے تو اس پر حق ہے کہ غلطی بتا دے بشرطیکہ حسد یا کینہ پیدا نہ ہو۔

عظمتِ قرآن کے پیش نظر ان آداب کی رعایت کرنا سامعین کے لئے ضروری ہے۔

﴿تنبیہ﴾ اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ جب قرآن شریف پڑھا جائے تو قرآن کو کان لگا کر سننا اور خاموش رہنا ضروری ہے۔ (سورۂ اعراف) حاضرین کے لئے **فاستمعوا له وانصتوا** کا حکم متوجہ ہوتا ہے جب کہ ان میں سے کوئی ایک فرد قرأت کر رہا ہو جیسا کہ نماز اور خطبہ میں **اِذَا قُرِئَ القُرْاٰنُ**. البتہ اگر مجمع میں سے ہر فرد قرأت میں مشغول ہو جیسے قرآن خوانی میں تو دوسرے پر مذکورہ حکم عائد نہیں ہوتا ہے۔ (معارف القرآن)

ہمارے مدارس و مکاتب اور جامعات کے عمومی وخصوصی اجلاس میں یہاں تک کہ مسابقۃ القرآن کی محفلوں میں تلاوت کلام اللہ کے لئے جب کسی قاری کو مجمع کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو یہ واقعہ ہے اور بار بار کا مشاہدہ کہ قاری قرأت کررہا ہوتا ہے اور (۱) بعض افراد پھر بھی باتوں میں مشغول ہوتے ہیں بالخصوص موبائیل کی گھنٹی بجنے پر اور (۲) مقررہ خدّام رونق افروز مہمانوں کے اکرام میں پانی، شربت، چائے اور پان وغیرہ پیش کرتے رہتے ہیں یا پھر (۳) ناظم جلسہ کی طرف سے جلسہ کے متعلق بعض مصروفیات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہ افعال وحرکات اگرچہ جلسہ کی خاطر کئے جاتے ہیں مگر قرأت قرآن کے درمیان حق بات یہ ہے کہ مذکورہ حکم الٰہی یعنی استماع وانصات کے لئے مُخل ہوا کرتے ہیں۔ پس یہ صورتِ حال کلام اللہ کے ساتھ ایک گونہ بے اعتنائی اور بے ادبی ہے۔ اسی قبیل سے یہ بھی ہے کہ بعض مرتبہ مجمع اکٹھا کرنے کے لئے قاری کو قرأت میں مشغول کردیتے ہیں جبکہ وہ وقت شوروغوغا اور عام بے التفاتی کا ہوتا ہے۔ ہاں بعض لوگ گاڑیوں میں دورانِ سفر قرآت کی کیسٹ یا سی ڈی (CD) لگادیتے ہیں، مگر سننے کی طرف پورا التفات نہیں ہوتا ہے۔ لہذا یہ طرزِ عمل بھی قلتِ عظمتِ قرآن کی طرف لیجانے والا ہے۔ بہرحال سماع قرآن میں جس چیز سے خلل واقع ہو اس سے احتراز کیا جائے۔ واللہ الموفق۔

بقیہ آداب تلاوت

(۲۶) آیات کے حقوق کی رعایت کرے۔ یعنی آیت سجدہ سے گذرے تو سجدہ کرے، آیت رحمت ووعدہ ہو تو رحمت طلب کرے، آیت غضب ووعید ہو تو اللہ کی پناہ طلب کرے، آیتِ تسبیح پر سے گذرے تو تسبیح کہے، آیتِ دعا واستغفار ہو تو استغفار کرے۔

﴿تنبیہ﴾ سجدۂ تلاوت عملاً واجب ہے بقیہ امور مطلوب ہیں واجب نہیں خواہ زبان سے ہو یا دل سے۔

(۲۷) قرآن کے خطاب کا مخاطب اپنی ذات کو سمجھے۔ یہ باطنی ادب ہے۔ یعنی قرآن پڑھنے والا یہ سمجھے کہ قرآن کے ہر خطاب سے مقصود خود میری ذات ہے۔ اگر کوئی امر یا نہی سنے تو سمجھے کہ مجھے ہی حکم دیا جارہا ہے یا منع کیا جارہا ہے۔ وعدہ یا وعید سنے تو سمجھے کہ مجھ سے وعدہ کیا جارہا ہے اور یا مجھے دھمکی دی جارہی ہے۔ انبیاء علیہم السلام وغیرہ کے قصوں سے یہ سمجھے کہ قصہ گوئی مقصود نہیں ہے بلکہ اس سے عبرت پکڑنا مقصود ہے۔ لہذا اس سے عبرت حاصل کرے۔ (اس ادب کو امام غزالیؒ نے تخصیص کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔ احیاء العلوم)

(۲۸) آیتوں کے آثار سے پڑھنے والے کا دل متأثر ہو: یعنی پڑھنے والے کا دل مختلف آیات کے مختلف آثار سے متأثر ہو۔ پس آیت کے مفہوم کے اعتبار سے پڑھنے والے پر ایک حال و کیف طاری ہو اور وہ اپنے قلب کو اس سے متصف پائے۔ مثلاً جنت کی نعمتوں کا ذکر آئے تو سرور و انبساط سے مست ہو، قیامت وجہنم کے عذاب کا ذکر آجائے تو خوفزدہ و مغموم ہو، اللہ کی مغفرت وستاری کا ذکر ہو تو سراپا امیدوار بن جائے اور اگر اس کی بے نیازی اور مواخذہ کا ذکر ہو تو ہراساں و ترساں ہو جائے۔ (یہ بھی باطنی آدب ہے جس کو امام غزالیؒ نے'' التأثر '' کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔)

(۲۹) جب سورۂ فاتحہ: پوری کرے یعنی ولاالضالّین پڑھے تو پست آواز سے آمین کہے۔

(۳۰) اسی طرح سورۂ بقرہ کے ختم پر آخری آیت میں ہر دعائیہ جملہ کے وقف پر آمین کہے۔

(۳۱) جب سورۂ قیامہ پڑھے اور آیت اَلَیۡسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنۡ یُّحۡیِ یَ الۡمَوۡتٰی پر پہنچے تو بَلٰی اِنَّه لَقَادِرٌ کہے۔

(۳۲) جب سورۂ والمرسلٰت پڑھے اور آیت فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَهٗ یُؤۡمِنُوۡنَ پر پہنچے تو اٰمَنَّا بِاللّٰهِ کہنا چاہیے۔

(۳۳) جب سورۂ والتین کی آخری آیت اَلَیۡسَ اللّٰهُ بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ پڑھے تو بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذَالِکَ مِنَ الشَّاهِدِیۡنَ کہے۔ ان چاروں آداب میں جواب فرض نماز میں دل سے دے نہ کہ زبان سے۔

(۳۴) تلاوت قرآن کوذ ریعۂ معاش نہ بنایا جائے۔امام سیوطیؒ لکھتے ہیں **یکرہ اتخاذ القرأن معیشة یکتسب بھا** (اتقان) قرآن کوذ ریعہ معاش بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

قرأتِ قرآن اور کتابت

دو چیزیں الگ الگ ہیں۔ایک ہے تلاوتِ قرآن، دوسری ہے کتابِ قرآن۔لکھنا جس کو عربی میں خَطّ اور کِتَابَتْ کہتے ہیں یہ ایک فن اور صنعت و کاریگری ہے اور صنعت وحرفت معاش کا ذریعہ ہے۔پس اگر کوئی شخص فن خطّاطی اور صنعتِ کتابت کے ذریعہ روزی کماتا ہے تو وہ پاکیزہ طریقہ ہے۔اس میں بھی بعض سعادت مند کلامِ الٰہی (قرآن مجید) کی کتابت کے ذریعہ روزی حاصل کرتے ہیں تو یہ انتہائی اعلی درجہ کی پاکیزہ وحلال کمائی ہے جیسا کہ بعض احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے اور اسلاف وعلمائے اسلام میں متعدد حضرات کا یہی پاکیزہ طریقۂ معاش رہا ہے۔

دوسری چیز تلاوتِ قرآن ہے۔کلام اللہ کا پڑھنا یہ خالص بدنی عبادت ہے اور اللہ تعالی نے اس کا امر بھی فرمایا ہے۔پس بندہ اس کا مکلّف ہے لہذا یہ ایک دینی وظیفہ ہے جس پر معاوضہ لینا جائز نہیں ہے اس لئے تلاوتِ قرأن کے ذریعہ روزی کمانا مکروہ تحریمی ہے۔یہی وجہ ہے کہ حافظِ قرآن کے لئے تراویح میں قرآن سنانے پر نیز ایصال ثواب کے لئے قرأتِ قرآن پر کچھ معاوضہ لینا خواہ بشکل ہدیہ ہو جائز نہیں ہے جیسا کہ بعض علاقوں میں اس کا رواج ہے۔معاشرہ کی اس غلط رسم کو حکمت و موعظت کے ذریعہ دور کرنے کی سعی ہونی چاہیے۔واللہ الموفق۔

ختم کے آداب

(۳۵) ختم قرآن کے دن روزہ رکھنا مستحسن ہے۔بشرطیکہ اس دن روزہ رکھنا شرعاً ممنوع نہ ہو۔حضرت طلحہ بن مصرف، حبیب بن ابی ثابت، مسیّب بن رافع وغیرہ تابعین کا معمول تھا کہ ختم قرآن کے دن روزہ کا اہتمام کرتے تھے۔ (التبیان)

(۳۶) شبِ جمعرات کو ختم کرنا اولی ہے۔**و یختمه لیلة الخمیس** ۔حضرت عثمان غنیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور دوسرے متعدد صحابہ کا یہی معمول تھا۔ (اتقان)

(۳۷) دن یا رات کے اول وقت میں ختم کرنا مستحب ہے۔ اَلافَضَلُ الخَتمُ اوَّلَ النَّهَارِ اَو اَوَّلَ اللَّيلِ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی حدیث ہے کہ جس نے شروع دن میں ختم کیا تو شام تک فرشتے اس پر رحمت کی دعا کرتے ہیں اور جس نے رات میں ختم کیا تو صبح تک فرشتے دعا کرتے ہیں۔ اسی بناء پر عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں یَستَحِبُّ الخَتمُ فِی الشِّتَاءِ اَوَّلَ اللَّيلِ و فِی الصَّيفِ اَوَّلَ النَّهَارِ کہ موسم سرما میں شروع رات میں اور موسم گرما میں شروع دن میں ختم کرنا مستحب اور پسندیدہ ہے تاکہ طویل وقت تک فرشتوں کی دعا ملتی رہے۔ اور امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ختم قرآن (اگر نوافل میں پڑھتے ہوں تو) شروع دن میں فجر کی دو رکعت سنت میں ہو اور شروع رات میں مغرب کی دو رکعت سنت میں ہو یہ بہتر ہے۔ (التبیان، اذکار)

(۳۸) ختم کے وقت گھر والوں اور احباب کو جمع کرنا۔ اَن يُحضِرَ اَهلَه وَاَصدِقَاءَه حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ جب قرآن ختم کرتے تو اپنے گھر والوں کو جمع فرماتے اور دعا کرتے۔ حکم بن عُیَینَہ تابعی کہتے ہیں کہ ''امام مجاہد اور عتبہ بن ابی لُبابہ (کبار تابعین) نے مجھے بلا بھیجا کہ ہم قرآن ختم کرنا چاہتے ہیں اور ختم کے وقت دعا قبول ہوتی ہے''۔ نیز امام مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ حضرات تابعین ختم کلام کے وقت جمع ہوا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ختم قرآن کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ (التبیان) اور قبولیت دعا کے موقع اور نزول رحمت کے وقت مجتمع ہونا مرغوب و پسندیدہ ہے۔

ختم قرآن کا طریقہ

(۳۹) ختم کے بعد فوراً پھر شروع کر دے۔ يُسَنُّ اِذا فَرَغَ مِنَ الخَتمَةِ اَن يَشرَعَ فِی اُخرٰی عَقبَ الخَتمِ۔ ایک ختم سے فارغ ہوتے ہی دوسرے ختم کے لئے شروع کرنا مسنون ہے۔ چونکہ قرآن شریف عام کتابوں کی طرح نہیں ہے کہ ایک مرتبہ پڑھ کر رکھ دیا جائے بلکہ ہمیشہ اور بار بار پڑھی جانے والی کتاب ہے اور کتاب نازل کرنے والے کی طرف سے کثرت قرأت کا مطالبہ بھی ہے اس لئے قرآن مجید کو ختم کر کے شروع کرنے کو مستحب قرار دیا گیا ہے۔ اور ختم کا طریقہ یہ ہے کہ سورۂ والناس پڑھ لینے کے بعد پھر سورۂ فاتحہ اور الم سے اولئک هم المفلحون تک پڑھے۔

حضرت اُبیؓ بن کعب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول نقل کرتے ہیں کَانَ اِذَا قَرَأَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ افتتح من الحمد ثُم قَرَأَ من البقرة اِلی اولئک هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ثُمَّ دَعا بِدُعَاءِ الخَتْمَةِ ثُمَّ قَامَ . (اتقان عن دارمی) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ اَیُّ الاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ فَقَالَ "الحال والمرتحل" فقال یا رسول الله ماالحال والمرتحل ؟ قال صاحب القرآن لَیَضْرِبُ فِیْ اَوَّلِہٖ حتی یبلغ آخره و فی آخره حتی یبلغ اوّلہ کُلّما حل ارتحل . یعنی ایک صحابیؓ نے دریافت کیا کونسا عمل اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا، (اترنے والا اور کوچ کرنے والا) پوچھا کہ اُترنے والا اور کوچ کرنے والا سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا قرآن پڑھنے والا شروع کرے یہاں تک کہ ختم کرے اور ختم کر کے چلے یہاں تک کہ شروع کرے۔ یعنی جب بھی ختم کرے فوراً شروع کردے۔ ابن اثیر نے نقل کیا ہے کہ قرّائے اہل مکہ کا طریقہ یہی تھا کہ قرآن ختم کے وقت فاتحہ اور اولئک هم المفلحون تک پڑھ کر قرأت بند کرتے تھے اور اس طرح کرنے والے کو الحال والمرتحل کہتے تھے۔ (شعب الایمان للبیہقی، فضائل القرآن لابن کثیر)

ختم کے وقت دعا اور اُس کی قبولیت

(۴۰) ختم کے وقت دعا کرنا مسنون ہے۔ یُسَنُّ الدُّعَاءُ عَقبَ الخَتمِ . ختم قرآن کے موقع پر دعا کرنا اور دعا کا قبول ہونا اور قرآن ختم کرنے والے کا مقبول دعا کا مستحق ہونا مختلف احادیث سے ثابت ہے۔ حضرت عرباض بن ساریہؓ سے مروی ہے مَنْ خَتَمَ القُرانَ فَلَهٗ دَعوةٌ مُستَجَابَةٌ جس نے قرآن ختم کیا اس کی دعا مقبول ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے: اِنَّ لِصَاحِبِ القُرانِ عِندَ کُلِّ ختمٍ دَعْوةٌ مُستَجَابةٌ. صاحب قرآن کے لئے ہر ختم کے موقع پر دعائے مستجاب ہے یعنی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے مَنْ قَرَأَ القُرآن ثُمَّ دَعا اَمَّن عَلیٰ دُعَائِہٖ اَربَعةُ الآفِ مَلَکٍ. جس نے قرآن پڑھا (اور ختم کیا) پھر دعا کی تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔ وغیرہ

مسنون دعائے ختمِ قرآن

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی قرآن ختم کرے تو یہ دعا کرے۔ اَللّٰھُمَّ اٰنِسْ وَ حَشْتِیْ فِیْ قَبْرِیْ اورحضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ حضورصلی اللہ علیہ وسلم ختم کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ وَ اجْعَلْهُ لِیْ اِمَاماً و نُورًا وَ هُدًی وَ رَحْمَةً. اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِیْ مِنْهُ مَا نَسِیتُ وَ عَلِّمنِیْ مِنهُ مَا جَهِلْتُ وَ ارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَه اٰناءَ اللَّیلِ وَ اطراف النَّهارِ وَ اجْعَلهُ لِی حُجَّةً یارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ. (اتقان،تبیان،احیاءالعلوم) یہی دعا ہر مصحف کے آخر میں ''دعائے ختم قرآن'' کے نام سے سورۂ والناس کے بعد لکھی رہتی ہے۔اس کا پڑھنا مستحب ہے۔ بلکہ ملاعلی قاری شرح عین العلم میں تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن شریف پڑھنے والا ہر روز قرآن مجید کی تلاوت کے بعد مذکورہ دعا پڑھا کرے۔ (از فتاوی رحیمیہ ۳/ص ۲۶۸)

مأثور دعائیں

قبولیت دعا کے ایسے سنہرے موقع پر ہر قسم کی خیر طلب کرنا اور ہر شر سے اللہ تعالی کی پناہ مانگنا شریعت کے منشاء کے مطابق ہے۔ بلکہ خود صاحب شریعت حضرت محمد ﷺ نے دعا کا طریقہ بھی بتایا ہے جس سے دعا (اقرب الی الاجابة) قبولیت سے قریب تر ہوجاتی ہے۔حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جس نے قرآن پڑھا (اور ختم کیا) پھر اللہ تعالی کی حمد وثنا کی اور نبی رحمت ﷺ پر درود بھیجا پھر اللہ تعالی سے مغفرت طلب کی تو واقعی اس نے سلیقہ سے خیر طلب کیا۔ (تبیان،کنز العمال) لہذا دعاؤں کا اہتمام کرنا مطلوب ہے۔اور صحابہ اور تابعین سے اُس کا معمول بھی جاری ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن مبارکؒ جب قرآن مجید ختم کرتے تو تمام مؤمنین اور مؤمنات اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا فرماتے تھے۔اسی غرض سے منقول دعاؤں کے ذخیرہ میں سے دنیا و آخرت کی ضروریات کے متعلق چند دعاؤں کا انتخاب پیش کیا جارہا ہے تاکہ حسبِ توفیق دعائیں کی جائیں یا کم از کم دیکھ کر دھیان سے پڑھ لی جائیں۔

☆☆☆☆☆

بسم الله الرحمن الرحيم

اَللّٰهُمَّ لَااُحصِی ثَنَاءً عَلَیکَ اَنتَ کَمَا اَثْنَیتَ عَلٰی نَفسِکَ.

سُبحانَ اللّٰهِ و بِحَمْدِہ عددَ خَلْقِہ و رِضَا نَفْسِہٖ و زِنَةَ عَرْشِہٖ و مِدادَ کَلِمَاتِہٖ.

اَللّٰهُمَ لاتدع لَنا ذَنباً اِلا غَفَرْتَهٗ وَلا هماًاِلَّا فَرّجْتَهٗ وَلا کَرْباًاِلّانفسّتَهٗ وَلَا ضُرّاً اَلا کَشَفْتَهٗ ولاحِاجَةً هِی لکَ رضیً اِلَّا قَضَیْتَهَا یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی محمدٍ کُلَّمَا ذَکَرَهُ الذّٰکِرُون وصَلِّ عَلٰی مُحمد کُلَّمَا غَفَل عَن ذِکرِہِ الغٰفِلُوْن.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی محمدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِن صَلَوَاتِکَ شئٌ و بَارِکْ عَلٰی محمدٍ حتّٰی لَایَبْقٰی مِن بَرَکَاتِکَ شَئٌ وسَلِّمَ عَلٰی محمدٍ حَتّٰی لَایَبْقٰی مِنَ السَّلام شَئٌ وَ ارْحَمْ محمدًا حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِن رَّحْمَتِکَ شَئٌ.

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِن لَّمْ تَغْفِرْلَنَا و تَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الخٰسِرِیْنَ.

رَبَّنَا لَاتُؤَاخِذْ نَا اِن نَّسِیْنَا اَوْ اَخطَأنَا رَبَّنَا وَ لَاتَحمِلْ عَلَیْنَا اِصرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَاتُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِہٖ وَاعفُ عَنَّا وَ غْفِرلَنَاوَارَّحَمْنَااَنْتَ مَوْلٰنَا فَاَنْصُرْنَا عَلَی الْقَومِ الکٰفِرِیْنَ.

رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذ هَدَیتَنَاوهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الوَهَّاب.

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلوبِنَا غِلاً لِّلَّذِیْنَ آمَنوارَبَّنَا اِنَّکَ رَؤُوفٌ رَّحِیْم.

اَللَّهُمَ اغْفِر لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الاَحْیَاءِ مِنْهُم وَ الْاَمْوَات اِنَّکَ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ.

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوبُ اِلَیْکَ مِنَ الْمَعَاصِیْ کُلِّهَا لَااَرْجِعُ اِلَیهَا اَبَدًا.

اَللّٰهُمَ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوبِنَا وَرَحْمَتَکَ اَرْجٰی عِنْدَنَامِنْ اَعْمَالِنَا.

لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ .

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِيْثُ.

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَصلِحْ لَنَاشَأْنَنَا كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنَا اِلٰى اَنْفُسِنَا طَرْفَةَ عَيْنٍ وَلَا تَنْزِعْ مِنَّا صَالِحَ مَا اَعْطَيْتَنَا.

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعَفُ عَنَّا.

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُکَ الْهُدٰى وَ التُّقٰى وَ الْعَفَافَ وَ الْغِنٰى.

اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِى بِالْعِلْمِ وَ زَيِّنِّى بِالْحِلْمِ وَ اَكْرِمْنِى بِالتَّقْوٰى وَجَمِّلْنِىْ بِالعَافِيَةِ.

اَللّٰهُمَّ اِنِّى اَسْئَلُکَ عِلْماً نَافِعًاوَرِزقًاوَاسِعًاوَعَمَلاً مُتَقَبَّلاً وَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ.

اَللّٰهُمَّ اِنِّى اَعُوذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَايَنْفَعُ وَ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَ عَيْنٍ لَا تَدْمَعُ وَ دُعَاءٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهُ.

اَللّٰهُم اِنِّى اَعُوذُبِکَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَ الْكَسْلِ وَاَعُوذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَ اَعُوذُبِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ و قَهْرِ الرِّجَال.

اَللّٰهُم اكْفِنِى بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَ اَغْنِنِىْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ.

اَللّٰهُم اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ مَاعَلِمْنَا مِنْهُ وَمَالَمْ نَعْلَمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ مَاعَلِمْنَا مِنْهُ وَمَالَمْ نَعْلَمْ.

رَبَّنَا اٰتِنَا فِىْ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

ربَّنا وَاٰتِنا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِکَ ولَا تُخْزِنَا يومَ القيامة اِنَّک لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ.

اَللّٰهُم اِنِّى اَسْئَلُکَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِى النَّاسَ مِنَ الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِغَيْر ضَالٍّ وَلَامُضِلٍّ.

اَللّٰهُمَّ اِنِّى ضَعِيْفٌ فَقَوِّنِى وَ اِنِّى ذَلِيْلٌ فَاَعِزَّنِى وَ اِنِّى فَقِيرٌ فارزُقْنِى.

رَبِّ اجْعَلْنِىْ مُقِيْمَ الصَّلَاة وَمِن ذُرِّيَّتِى رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَاءِ.

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامَا.

اَللّٰهُمَّ اَحسِنْ عَاقِبَتَنَا فِى الْاُمُورِ كُلِّهَاوَ اَجِرْنَا مِنْ خِزْىِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الآخِرَةِ.

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِي خَيْراً مِنْ عَلَانِيَتِي وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِي صَالِحًا.

اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قُلُوبَنَا بِالْقُرْاٰنِ وَزَيِّنْ اَخْلَاقَنَا بِالْقُرْاٰنِ و نَجِّنَا مِنَ النَّارِ بِالْقُرْاٰنِ وَاَدْخِلنَا فِى الْجَنَّةِ بِالْقُرْاٰنِ.

اَللّٰهُمَّ لا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلاً وَ اَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزَنَ سَهْلاً اِذَا شِئْتَ.

اَللّٰهُم طَهِرْ قَلْبِى مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِىْ مِنَ الرِّيَآءِ وَلِسَانِىْ مِنَ الْكِذْبِ وَعَيْنِىْ مِنَ الْخِيَانَةِفَانَّكَ تَعْلَمُ خَآئِنَةَالْاَعْيُنِ وَمَاتُخْفِى الصُّدُوْرُ.

اَللّٰهُم اِنِّىْ اَسْئَلُكَ الصِّحَةَ والْعِفَّةَ وَالاَمَانَةَ وَحُسْنُ الْخُلُق والرِضَا بِالْقَدْرِ.

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّى عَلٰى ذِكْرِكَ وُ شُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.

اَللّٰهُمَّ اِنِّى اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِوَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ .

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلقَومِ الظّٰلِمِيْنَ وَ نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الكٰفِرِيْنَ .

اَللّٰهُمّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِى نُحُورِهِمْ و نَعُوذُبِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ.

اَللّٰهُمّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَ زَيِّنْهُ فِى قُلُوبِنَا وكَرِّهْ اِلَيْنَاالْكُفْرَ وَالْفُسُوق وَالْعِصْيَان وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ.

اَللّٰهُمّ تَوَفَّنَامُسْلِمِيْنَ والْحِقْنَا با لصَّالِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَاوَ لَامَفْتُونِيْنَ.

اَللّٰهُمّ اِنِّى اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّد ﷺ وَ نَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدُ ﷺ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ ولَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيّ الْعَظِيْمِ .

اَللّٰهُمّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِهٖ و صَحْبِهٖ بِعَدَدِ مَا فِىْ جَمِيْعِ الْقُرْاٰنِ حَرْفًا حَرْفًا وَبعَد د كُلِّ حَرْفٍ اَلْفًا اَلْفًا .جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّداً بِمَا هَواَهْلُهٗ .

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

گلدستۂ دعا

اخیر میں بزبانِ اردو دعاؤں کا گلدستہ پیشِ خدمت ہے۔ حضرت مولانا اجتباء الحسن دامت برکاتہم (جو حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی کے صاحب زادے اور حضرت مولانا افتخارُ الحسن کاندھلوی مدظلہ العالی کے بھتیجے ہیں) اُن کا دعائیہ رسالہ بنام ''قیمتی مجموعہ'' سے تخلیص ہے۔ جملے بعینہ حضرت مولانا کے ہیں تاکہ اُن کے سوزِ دروں اور فکرِ بیروں اور اخلاص سے نکلے ہوئے سادہ اور سہل الفاظ میں جو خاص قسم کی کشش اور تاثیر ہے وہ قائم رہے اور دعا سے جی لگانے والا شخص جب دل سے یہ دعا کرے یا دھیان سے ان دعاؤں کو پڑھ جائے تو ان شاء اللہ ضرور مفید اور کامران ہوگا۔

اے اللہ جملہ سیئات سے حفاظت فرما، اگلے اور پچھلے گناہوں کو معاف فرما۔

اے اللہ سیئات سے توبہ کی توفیق مرحمت فرما، توبۂ نصوح ہم کو نصیب فرما۔

اے اللہ ہمیں ہدایت نصیب فرما، ہدایت کے بعد گمراہی سے حفاظت فرما، ہم کو ہدایت پر قائم فرما۔

اے اللہ ہمیں ایمان نصیب فرما، پورے طور پر ایمان میں داخل فرما، ایمان کے سلب ہونے سے حفاظت فرما۔

اے اللہ ہمیں اپنی عبادت کی توفیق مرحمت فرما، عبادت میں اخلاص نصیب فرما، عبادت میں تقصیرات کو معاف فرما۔

اے اللہ نماز پر ہم کو قائم فرما، وہ نماز نصیب فرما جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہو، وہ نماز نصیب فرما جو بے حیائی اور منکرات سے روکتی ہو، ہماری تمام نمازوں کو قبول فرما۔

اے اللہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرما، آپ کی اطاعت پورے طور پر نصیب فرما، آپ کے حقوق کی ادائیگی نصیب فرما، آپ کی مرضی کے مطابق زندگی نصیب فرما۔

اے اللہ علم صحیح ہم کو نصیب فرما، وہ علم نصیب فرما جس سے خشیت حاصل ہو، وہ علم نصیب فرما جس سے فائدہ حاصل ہو، ایسے علم سے حفاظت فرما جس سے گمراہی ہو۔

اے اللہ ہم کو علمِ دین نصیب فرما، دین کی صحیح سمجھ نصیب فرما، اپنے دین کے محنت کے لئے ہم کو قبول فرما۔ اے اللہ اپنے احکام کی پیروی نصیب فرما، شعائرِ اسلام کی عظمت نصیب فرما، اتباعِ شریعت ہم کو نصیب فرما۔

اے اللہ جملہ حقوق کی ادائیگی نصیب فرما، امانات کی ادائیگی ہم کو نصیب فرما، اپنی حدود میں رہنے کی توفیق مرحمت فرما۔

اے اللہ ہمارے نفوس کو صالح فرما، اوصافِ حمیدہ سے آراستہ فرما، اخلاق رذیلہ سے حفاظت فرما، مکارمِ اخلاق نصیب فرما، ہر قسم کی خرافات سے حفاظت فرما۔

اے اللہ اخلاصِ نیت نصیب فرما، فکر صحیح ہم کو نصیب فرما، اخلاص کی حقیقت ہم کو نصیب فرما۔

اے اللہ ہمیں نیک بندوں میں شامل فرما، اپنوں کی صحبت نصیب فرما، غیروں کی مشابہت سے حفاظت فرما، اے اللہ ہم آپ سے سوال کرتے ہیں آپ کی رضا کا، ہم آپ سے سوال کرتے ہیں آپ کی رحمت کا اور اُن اسباب کو جن سے رحمت واجب ہوتی ہے۔

اے اللہ ہماری ازدواجی زندگی کو کامیاب فرما، ہمارے ماحول کو درست فرما، گھریلو حالات کو بہتر فرما، ہماری زندگی میں برکت مقدر فرما۔

اے اللہ ہمارے خاندان کو آباد فرما، آپس کے تعلقات کو درست فرما، آپس کے معاملات کو درست فرما، ہمارے گھروں میں دینداری پیدا فرما، ہماری نسل کو دین کے لئے قبول فرما۔

اے اللہ وقت کی قدر ہم کو نصیب فرما، وقت کے صحیح استعمال کی توفیق مرحمت فرما، وقت کے ضائع کرنے سے حفاظت فرما۔ اے اللہ ہمارے حق میں بہتر فیصلے فرما، ہر قسم کی رسوائی سے حفاظت فرما، امورِ مہمات میں کفایت نصیب فرما۔ اے اللہ پریشانیوں کو دور فرما، مشکلات کو آسان فرما، تمام امور میں خیر کا معاملہ فرما، جملہ امراض سے حفاظت فرما۔ تمام امور میں رکاوٹوں کو دور فرما۔

اے اللہ زندگی کے اندر خیر و عافیت مقدر فرما، ناگہانی آفتوں سے حفاظت فرما، شرور و فتن اور حوادث سے حفاظت فرما۔

اے اللہ ہماری روزی میں برکت مقدر فرما، حلال و پاکیزہ روزی نصیب فرما، ہمارے

اخراجات کو پورا فرما۔

اے اللہ ہمارے قرضوں کو ادا فرما، قرض لینے سے ہماری حفاظت فرما، وہ سرمایہ نصیب فرما جو محفوظ ہو، وہ تجارت عطا فرما جس میں نقصان نہ ہو۔ اے اللہ ہماری ضروریات کو پورا فرما، اسراف و تبذیر سے ہماری حفاظت فرما، ہر طرح کے نقصانات سے حفاظت فرما۔

اے اللہ ہم آپ سے سوال کرتے ہیں شفاء کا، ظاہری امراض سے بھی حفاظت فرما، باطنی امراض سے بھی حفاظت فرما، جسمانی صحت بھی نصیب فرما، روحانی طاقت بھی نصیب فرما۔

اے اللہ ہم آپ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں، ہمیں عافیت نصیب فرما وہ عافیت نصیب فرما جو پورے طور پر ہو۔ اے اللہ ہم آپ سے خیر کا سوال کرتے ہیں نصیب فرما، ہمیں خیر نصیب فرما، ہمارے ساتھ احسان کا معاملہ فرما۔

اے اللہ ہم آپ سے آپ کی رحمت کا سوال کرتے ہیں، ہم پر اپنی رحمت نازل فرما، وہ رحمت جو آپ کی شایانِ شان ہو، وہ رحمت جو روز افزوں ہو، وہ رحمت جو ہر وقت حاصل ہو۔

اے اللہ ہم آپ سے سوال کرتے ہیں برکت کا ہمیں برکت نصیب فرما، وہ برکت نصیب فرما جو ہر چیز کا شامل ہو۔

اے اللہ اپنے انعامات کو سمجھنے کی توفیق مرحمت فرما، شکرانِ نعمت نصیب فرما، کفرانِ نعمت سے حفاظت فرما۔

اے اللہ ہمیں کامیابی نصیب فرما، وہ اسباب نصیب فرما جن سے کامیابی حاصل ہو، وہ اسباب نصیب فرما جن سے عزت حاصل ہو، ہمیں ترقی نصیب فرما، وہ اسباب نصیب فرما جن سے ترقی حاصل ہو۔

اے اللہ دنیا میں بھی عافیت نصیب فرما اور آخرت میں بھی، دنیا میں بھی عزت نصیب فرما اور آخرت میں بھی۔

اے اللہ دعا کی توفیق مرحمت فرما، دعا کی حقیقت نصیب فرما، دعا پر پابندی نصیب فرما، دعا پر حسن یقین مرحمت فرما۔ اے اللہ ہمارے دعاؤں کو قبول فرما، صفات قبولیت دعا میں پیدا فرما، اپنی ذات عالی سے تعلق کا ذریعہ فرما۔

اے اللہ سکراتِ موت سے حفاظت فرما، موت اور مابعد الموت کی فکر نصیب فرما، سوئے خاتمہ سے حفاظت فرما، ایمان پر خاتمہ مقدر فرما، میدانِ حشر کی رسوائی سے حفاظت فرما، صالحین کے ساتھ ہمارا حشر فرما، نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں مرحمت فرما، بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل فرما، جنت الفردوس ہمیں نصیب فرما۔

اے اللہ ہمارے والدین، ہمارے اہل وعیال، ہمارے اعزہ واحباب اور جنہوں نے ہم سے دعاؤں کے لئے کہا اور وہ جو توقع کرتے ہیں اور جو ہم سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کا ہم پر احسان ہے اور جن کا ہم پر حق ہے ہم آپ سے سب کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں، سب کی مغفرت کا فیصلہ فرما، سب کے لئے خیر وعافیت کے فیصلے فرما، ان کے درجات کو بلند فرما۔

اے اللہ آپ جانتے ہیں ہماری حالات کو آپ جانتے ہیں ہماری حاجات کو اور آپ جانتے ہیں ہماری دعاؤں کو اور آپ جانتے ہیں ہماری امیدوں کو، اے اللہ ہماری دعاؤں کو قبول فرما ہماری امیدوں اور ضرورتوں کو پورا فرما۔

اے اللہ درود نازل فرما حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی درود کہ جس کی برکت سے ہمارے تمام گناہ معاف ہو جائیں، ایسی درود جس کی برکت سے آپ ہم سے راضی ہو جائیں، ایسی درود جس کی برکت سے ہماری مشکلات حل ہو جائیں۔

اے اللہ ہم آپ سے پوری امت کے لئے مغفرت کا سوال کرتے ہیں، امت کی مغفرت کا فیصلہ فرما، ہدایت کا فیصلہ فرما، عافیت کا فیصلہ فرما۔

اے اللہ نصرت فرما ان حضرات کی جو دین کا کام کر رہے ہیں، جو علمی خدمات انجام دے رہے ہیں، جو اسلام و مسلمانوں کی خدمت کر رہے ہیں۔

اے اللہ پوری دنیا میں امن وامان قائم فرما، عدل وسکون کو قائم فرما، ظلم وستم اور فتنہ وفساد کو ختم فرما۔ اطرافِ عالم میں اقوامِ عالم میں ہدایت کو عام فرما۔ ہر براعظم میں دین اسلام کو قائم فرما۔ ہر کچے اور پکے مکان میں کلمۂ اسلام کو داخل فرما۔ پوری دنیا کو کلمۂ اسلام پر قائم فرما۔ آمین یارب العلمین